AL-IDAH
Bi-Annual Research Journal
Published by
Shaykh Zayed Islamic Centre
University of Peshawar
الایضاح
www.al-idah.szic.pk
ISSN (Print) : 2075-0307
ISSN (Online) : 2664-3375
JAN - JUNE 2019
VOL 37 : ISSUE 1

معاشی امداد باہمی کے جدید ادارے اور اسلامی نقطۂ نظر (ایک تحقیقی و تنقیدی جائزہ)

Modern Institutions for Economic Mutual Cooperation and Islamic Point of View: (A Critical Analysis)

Ghulam Safoora
Ph.D Research Scholar, Department of Islamic Studies, NUML Islamabad
Prof. Dr. Attaullah Faizi
Faculty of Sharia & Law, IIU Islamabad

Abstract:
Islam has given lot of contemplation for economy and society in which the notion of concurrent cooperation is on top of the list and its basis are brotherliness, compassion and peace. As compared to this, the concept of modern world is mutual cooperation and the practical implementation of it. In the form of mutual cooperation bank, mutual cooperation state and insurance are there in front of us. Although these institutions took their first step and would assist mutual cooperation but with the passage of time this concept got too evanesced. Islamic elements for example usury, gambling and treachery got mixed in the roots of these institutions. Islam dissuades these elements strictly because these elements become the causes for the deterioration of people's economy and society. On the contrary, Islam wants to establish those institutions which are based on practical mutual cooperation and which are beneficial for both man and society.

Scan For Download

Key Words: Economy, gambling, Mutual Cooperation, Society, Insurance, Banks etc.

CC BY

Received: Jan 20, 2019 Accepted: June 02, 2019 Published: June 30, 2019

اسلام نے معاشرے کو پر امن رکھنے کے لیے امداد باہمی کا درس دیا تاکہ تمام انسانوں کے باہمی احترام کے رشتے کو باقی رکھتے ہوئے ان کے معاشی و معاشرتی اور دیگر اجتماعی مفادات کا تحفظ یقینی بنایا جاسکے۔ اہمی امداد کے جذبے کے ذریعے افراد معاشرہ میں اخوت، ہمدردی اور محبت واحترام کے جذبات پیدا ہوتے ہیں جس سے معاشی و معاشرتی استحکام بھی حاصل ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے اس جذبہ کو ایک اصول اور قانون کے طور پر بیان فرمایا۔ ارشاد ربانی ہے:

"وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ أَنْ صَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِالْحَرَامِ أَنْ تَعْتَدُواْ وَتَعَاوَنُواْ عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُواْ عَلَى الإِثْمِ وَالْعُدْوَانَ"[۱]

ترجمہ: "اور لوگوں کی دشمنی اس وجہ سے کہ انہوں نے تم کو عزت والی مسجد سے روکا تھا تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم اُن پر زیادتی کرنے لگو۔ اور نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اور گناہ اور ظلم کی باتوں میں مدد نہ کیا کرو۔"

اسلام نے انسانوں کو عام طور پر اور مسلمانوں کو خاص طور پر تعلیم دی کہ ایک دوسرے سے تعاون کریں۔ اور اس میں مالی تعاون سرِ فہرست ہے جس کے لیے باقاعدہ زکوۃ و صدقات کی صورت میں ایک نظام دیا۔ جس کی بنیاد باہمی ہمدردی و تعاون اور اخوت پر ہے۔ اور مقصد معاشرے سے غربت و افلاس کا خاتمہ اور سود، ذخیرہ اندوزی، فریب، چوری اور کرپشن جیسی برائیوں کی بیخ کنی کرنا ہے۔ البتہ سرمایہ دار ی نظام کے زیرِ اثر آج کے جدید معاشروں میں امدادِ باہمی کے نام پر بعض ایسے جدید ادارے وجود میں آئے ہیں جنہوں نے اسلامی معاشرے پر بھی گہرے اثرات مرتب کئے ہیں۔ ایسے میں ایک مسلمان کے لیے ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تحقیق کرتے ہوئے ان جدید مالی معاونت کے اداروں میں پائے جانے والے نقائص کو واضح کرے تاکہ ان میں موجود خرابیوں اور محرمات سے بچا جا سکے۔

امداد باہمی کا مفہوم:

امداد باہمی سے مراد ہے:

"امداد سے مراد، ہاتھ بٹانا، اعانت کرنا، وظیفہ، عطیہ اور بخشش ہے اور امداد باہمی سے مراد مشترکہ مفاد کے لیے آپس کی تنظیم اور باہمی اشتراک سے سماجی یا معاشی فلاح وبہبود کے کام انجام دینا"[۲]

امداد باہمی کو عربی میں ''التعاون الاجتماعی'' کہتے ہیں، جو اسی مفہوم کو ادا کرتا ہے جس کا ہم نے اوپر تذکرہ کیا ہے یعنی اس سے مراد کسی بھی میدان میں ایک دوسرے کی معاونت ہے۔ البتہ سرِ دست ہماری بحث جدید معاشروں میں اقتصادی ومعاشی امداد باہمی ہے۔

جدید عہد کی بات کی جائے تو دیکھنا پڑے گا کہ آج کے معاشی نظام میں امدادِ باہمی کے تصور کی بنیاد کیا چیز ہے۔ اس حوالے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ جدید نظامِ معیشت نے امداد باہمی کا تصور اداروں کی شکل میں دیا ہے۔ جو کہ دو حصوں پر مشتمل ہیں:

۱۔ کوآپریٹو بنکنگ سسٹم (Cooperative banking system): اس سسٹم میں مالی امداد کے لیے بینکنگ کا نظام بنایا گیا ہے۔

۲۔ کوآپریٹو ایڈمنسٹریٹو سسٹم (Cooperative Administrative System): اس سسٹم میں دو ادارے شامل ہیں: (i) کوآپریٹو سوسائٹیز (ii) انشورنس

معاشی طور پر لوگوں کو باہم امداد پہنچانے والے مذکورہ اداروں کی وضاحت حسب ذیل ہے:

۱۔ کوآپریٹو بینکنگ سسٹم (Cooperative banking system):

اس میں امدادِ باہمی کے بنک شامل ہیں۔ یہ بینک کسی مخصوص علاقے میں کھولے جاتے ہیں۔ جن کا مقصد اس علاقے کے لوگوں کی ضرورت کے تحت ان کی وقتی مالی امداد کرنا اور قرض کی سہولت فراہم کرنا ہوتا ہے۔ یہ بینک ممبران سے ڈیپازٹس لیتے ہیں اور انہیں قرض دیتے ہیں۔ یہ بینک عام سٹاک ہولڈر بنکوں سے مختلف ہوتے ہیں لیکن تمام بنکنگ قوانین کی پیروی کرتے ہیں۔ ان بینکوں کی تعریف اس طرح کی گئی ہے:

"وہ لوگ جو مشترکہ مقاصد کے تحت مل کر امدادِ باہمی کی انجمنیں بناتے ہیں جب یہ انجمنیں بینکنگ کے فرائض سرانجام دیتی ہیں تو انہیں امدادِ باہمی کا بینک کہا جاتا ہے"[۳]

گویا کوآپریٹو بنک وہ مالی ادارے ہیں جن کے ممبران اپنی جمع کی ہوئی رقوم اکٹھی کرکے ان سے باہمی فوائد حاصل کرتے ہیں۔ یہ ممبران بنک کے گاہک بھی ہوتے ہیں اور مالک بھی۔ اور ایک ہی علاقے اور کاروبار

سے تعلق رکھتے ہیں یا کسی ایک ہی تنظیم سے وابستہ ہوتے ہیں۔اور تنظیم میں مشترکہ ممبرشپ کے مالک ہوتے ہیں۔

۲۔ کوآپریٹو ایڈمنسٹریٹو سسٹم (Cooperative Administrative System):

جدید نظام معیشت میں امداد باہمی کا دوسرا حصہ یا اہم ادارہ ایڈمنسٹریٹیو سسٹم پر مشتمل ہے جس میں پرائمری کوآپریٹو سوسائٹیز اور سیکنڈری کوآپریٹو سوسائٹیز یعنی انشورنس کے ادارے شامل ہیں۔ان کی وضاحت حسب ذیل ہے:

(i) پرائمری کوآپریٹو سوسائٹیز:

انسائیکلوپیڈیا امریکانا میں کوآپرئٹو سوسائٹیز کی تعریف اس طرح کی گئی ہے:

> "Cooperative are voluntary economic associations in which the members share the "earned dividends" - the financial benefits that result from doing business at cost or without profits".[4]

اس کی ایک تعریف اس طرح کی گئی ہے:

> " کوآپریٹو سوسائٹی ایسے افراد کی تنظیم ہے جو اپنے مشترکہ معاشی، سماجی اور ثقافتی ضروریات کیلئے متحد ہوتے ہیں۔یہ تنظیمیں بلا منافع کام کرتی ہیں اور اپنے ممبران کا معاشی و معاشرتی تحفظ کرتی ہیں۔"[۵]

(ii) سیکنڈری کوآپریٹو سوسائٹیز یا انشورنس:

جدید نظام معیشت میں امداد باہمی کا ایک اہم ادارہ سیکنڈری کوآپریٹو سوسائٹیز یا انشورنس ہے، جسے موجودہ دور کی صنعتی ترقی اور بڑے پیمانے کی تجارت ، صنعت اور زراعت کی تنظیم میں اہم مقام حاصل ہے۔یہ ادارہ انشورنس یا بیمہ کے نام سے زیادہ معروف ہے۔انشورنس انگریزی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ضمانت ، تحفظ اور یقین دہانی کے ہیں۔ اسے اردو میں بیمہ اور عربی میں تامین کہتے ہیں۔انشورنس کاروبار کی ایک ایسی شکل ہے جس میں پالیسی ہولڈر کو مستقبل کے خطرات سے تحفظ اور غیر متوقع نقصانات کی تلافی کی ضمانت دی جاتی ہے۔جو کمپنی یہ کاروبار کرتی ہے اسے انشورنس کمپنی کہتے ہیں۔انشورنس کے بارے میں انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا کا مقالہ نگار لکھتا ہے:

"Insurance is a social device that has been developed to handle risk. Its primary function is to substitute certainty for uncertainty as regards the economic cost of disastrous event" [6]

ترجمہ: "انشورنس ایک ایسی معاشرتی تدبیر ہے جسے خطرے پر قابو پانے کے لیے بنایا گیا ہے۔اس کا بنیادی کام یہ ہے کہ کسی بھی تباہ کن واقعہ کی معاشی قیمت کے حوالے سے غیر یقینی صورتحال کا یقینی متبادل فراہم کرے"۔

گویا انشورنس ایک ایسی تدبیر ہے جو افراد کے ایک ایسے گروہ کے درمیانی نقصان کے خطرے کو تقسیم کر دیتی ہے جنہوں نے متوقع مالی نقصان کے لیے فنڈز جمع کیے ہوئے ہیں۔ یہ گروہ میں رسک اور نقصان کو منتقل کرنے کا ایک طریقہ ہے۔ جہاں افراد کو اکیلے سارا نقصان برداشت نہیں کرنا پڑتا۔

عہدِ جدید کے امدادِ باہمی کے یہ ادارے چونکہ اشتراکیت وسرمایہ دارانہ نظام کا حصہ ہیں اس لئے ان جدید نظاموں کی خصوصیات اور مقاصد ان اداروں میں موجود ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اسلام میں امدادِ باہمی کے یہ ادارے اپنی موجودہ شکل اور شرائط کے ساتھ جائز اور درست ہیں ؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان اداروں میں ربا، قمار، غرر، دَین کے بدلے دَین کی بیع ، اور اسلام کے نظام وراثت ووصیت کی خلاف ورزی جیسے عناصر پائے جاتے ہیں جن کی شریعت اسلامیہ میں ممانعت موجود ہے۔ ان عناصر کا ایک مختصر جائزہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں لیتے ہیں۔

ا۔ رِبا (سود):

یہ عربی زبان کا لفظ ہے جس کا اصل مادہ رَبَوَ ہے۔ جس کے معنی اضافہ ہونے اور نمو کے ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

"وَیُرۡبِی الصَّدَقَاتِ" [۷]

ترجمہ: " (اللہ) صدقات کو نشوونما دیتا ہے"۔

"اور حرام ربا وہ قرض ہے جس کے بدلے میں زیادہ واپس لیا جائے اور منافع وصول کیا جائے۔" [۸]

المفردات کے مطابق:

"الربا : الزيادة على رأس المال لكن خُصَّ فی الشرع بالزيادة على وجه دون وجه،باعتبار زيادة" [۹]

ترجمہ: "ربا لغت میں راس المال پر اضافے کا نام ہے اور شریعت میں ایک مخصوص اضافہ کو ربا کہا جاتا ہے"۔

اصطلاحاً ربا سے مراد ایسی زیادتی ہے جو بغیر کسی مالی معاوضہ کے حاصل کی جائے۔ ابن منظور لکھتے ہیں:

" وهو فی الشرع الزيادة علی أصل المال من غير عقد بتابع "[۱۰]

ترجمہ: "شرعی اصطلاح میں بیع کے عقد کے بغیر راس المال میں زیادتی ہے"۔

الغرض ربا سے مراد ایک فریق دوسرے فریق کو کم رقم اس شرط پر دے کہ دوسرا فریق اس رقم کو کچھ بڑھا کر واپس کردے۔ سود کے اجزائے ترکیبی تین ہیں، جو جس معاملہ قرض میں بھی پائے جائیں گے وہ سودی معاملہ ہوگا چاہے وہ قرض صرفی ضروریات کے لیے لیا گیا ہو یا تجارتی ضرورت کے لیے۔ وہ تین اجزاء یہ ہیں:

ا۔ راس المال پر اضافہ

ب۔ اضافہ کی تعیین مدت کے لحاظ سے کیے جانا۔

ج۔ اور معاملہ میں اس کا مشروط ہونا۔"

جدید دور کے امدادِ باہمی کے اداروں میں ربا کا مرکزی کردار ہے۔ مثلاً کوآپریٹو سوسائٹیز اور امدادِ باہمی کے بنک ممبران سے جو رقوم امانتاً وصول کرتے ہیں اور پھر جو رقوم انہیں قرض کی صورت میں دیتے ہیں دونوں مقررہ شرح سے سود دیتے اور لیتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان دونوں اداروں کے دیگر شعبہ جات میں بھی سود مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ اسی طرح انشورنس میں انشورنس کمپنی افراد سے سرمایہ جمع کرتی ہے اور پھر کاروباری اداروں کو یہ سرمایہ سود پر دیتی ہے، پھر بیمہ دار کو بیمہ مکمل ہونے پر یا حادثے کی صورت میں جو رقم دیتی ہے وہ بھی سود کی مد میں سے آتی ہے۔ مثلاً بیمہ کمپنی کسی بیمہ دار کو رقم دیتی ہے اس کی دو صورتیں ہیں:

ایک تو یہ کہ کمپنی مدت کی تکمیل کے بعد بیمہ دار کو اصل رقم (مثلاً چالیس ہزار) واپس کردیتی ہے۔

دوسری صورت میں کمپنی اصل رقم سے زائد رقم ادا کرتی ہے۔ (مثلاً ساٹھ ہزار روپے)۔ ان دونوں صورتوں میں ربا کی دونوں اقسام (ربا النسيئة اور ربا الفضل) آجاتی ہیں۔"[۱۲]

"اور دوسری صورت میں اگر کمپنی حادثہ کی صورت میں زائد رقم ادا کرتی ہے تو یہ بغیر عوض زائد رقم ربا الفضل کے زمرے میں آئے گی"۔ [۱۳]

گویا یہ ادارے ربا کی بنیاد پر ہی کام کرتے ہیں اور ان سے حاصل آمدن کسی بھی صورت میں ربا یا سود سے پاک نہیں ہوتی۔ جبکہ اسلامی نظامِ معیشت کی بنیادی خصوصیت یہ ہے کہ یہ ربا سے پاک ہے۔ قرآن وحدیث میں اس کی شدید مذمت وارد ہوئی ہے۔

ربا ازروئے قرآن:

اسلام نے سود/ربا کی شدید ممانعت فرمائی ہے۔ چنانچہ سود کی قطعی حرمت کے بارے میں یہ آیت قرآنی نازل ہوئی:

"ياأَيها الَّذِينَ آمَنُواْ لاَ تَأْكُلُواْ الرِّبَا أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً وَاتَّقُواْ اللّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ" [۱۴]

ترجمہ: "اے ایمان والو بڑھا چڑھا کر سود نہ کھاؤ اور اللہ تعالی سے ڈرو تاکہ تمہیں نجات ملے"۔

اس کے بعد اسی طرح سورۃ البقرہ میں سود خوروں کے لیے ایسی وعید آئی ہے کہ جو کفر کے علاوہ اور کسی بڑے سے بڑے گناہ پر نہیں آئی۔ ارشاد ربانی ہے:

"ياأَيّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ اتَّقُواْ اللّهَ وَذَرُواْ مَا بَقِى مِنَ الرِّبَا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُواْ فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّهِ وَرَسُولِهِ وَإِن تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُؤُوسُ أَمْوَالِكُمْ لاَ تَظْلِمُونَ وَلاَتُظْلَمُونَ" [۱۵]

ترجمہ: "اے ایمان والو اللہ تعالی سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے وہ چھوڑ دو۔ اگر تم سچ مچ ایمان والے ہو اور اگر ایسا نہیں کرتے تو اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ سے لڑنے کے لیے تیار ہو جاؤ"۔

گویا سود کا معاملہ کرنا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف اعلانِ جنگ ہے۔

ربا ازروئے حدیث:

قرآن کے علاوہ احادیث میں بھی ربا کی ممانعت آئی ہے۔ اس سلسلہ میں متعدد احادیث موجود ہیں تاہم یہاں چند ایک پر اکتفا کیا جائے گا۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"الرِّبَا سَبْعُونَ حُوبًا، أَيسَرُهَا أَنْ يَنْكِحَ الرَّجُلُ أُمَّهُ" [۱۶] ترجمہ: "سود کے ستر وبال ہیں۔ ان میں سے سب سے ادنی قسم ایسا ہے جیسے کوئی اپنی ماں سے بدکاری کرے"۔

سودی تجارت اور کاروبار میں برکت نہیں ہوتی بلکہ سود مال میں کمی کا باعث بنتا ہے۔ حدیث مبارکہ میں ہے:

"مَا أَحَدٌ أَكْثَرَ مِنَ الرِّبَا ، إِلاَّ كَانَ عَاقِبَةُ أَمْرِهِ إِلَى قِلَّةٍ" [۱۷]

ترجمہ: "جس شخص نے سود کے ذریعے زیادہ مال کمایا، انجام کار اس میں کمی ہوگی"۔

قرآن وحدیث کے ان صریح احکامات کی موجودگی میں کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ سودی کاروبار کرے۔ علاوہ ازیں سود کے بے شمار نقصانات ہیں جو انسان کی اخلاقی، معاشی اور معاشرتی زندگی کو متاثر کرتے ہیں۔

۲۔ قمار (جوا)

عہدِ جدید کے ان اداروں میں پائی جانے والی دوسری بڑی خرابی قمار ہے۔ اس کا مطلب ہے چانس کا کھیل، یعنی کسی دوسرے کے نقصان سے فائدے کا حصول، اس میں کوئی شخص اپنی دولت یا اس کا کچھ حصہ اس لیے داؤ پر لگاتا ہے کہ اس سے زیادہ پیسہ حاصل ہوگا یا پھر وہ ضائع ہوجائے گا۔ گویا قمار کا مطلب ہے جوا کھیلنا، پانسہ کھیلنا، شرط بازی، روپیہ پیسہ کی ہارجیت کا کھیل، قمار کو جوا، سٹہ اور میسر بھی کہا جاتا ہے [۱۸]

مفتی محمد شفیع کے مطابق:

"کسی معاملہ میں نفع ونقصان کو غیر معین یا غیر معلوم چیز پر معلق رکھنا شرع میں قمار اور میسر کہلاتا ہے۔" [۱۹]

مولانا تقی عثمانی کے مطابق:

"اس سے مراد ہے دو یا دو سے زائد افراد آپس میں اس طرح کا کوئی معاملہ کریں جس کے نتیجے میں ہر فریق کسی غیر یقینی واقعے کی بناء پر اپنا کوئی مال (فوری ادائیگی کرکے یا ادائیگی کا وعدہ کرکے) اس طرح داؤ پر لگائے کہ وہ یا تو بلا معاوضہ دوسرے فریق کے

پاس چلا جائے یا دوسرے فریق کا مال پہلے فریق کے پاس بلامعاوضہ آجائے یہ قمار ہے"[۲۰]

گویا تین چیزیں ہر قسم کے جوئے میں مشترک ہیں:

۱۔ شرط پر لگائی گئی رقم یا چیز کا تعین

۲۔ شرط جیتنے یا ہارنے پر ہونے والے نفع یا نقصان کا تخمینہ

۳۔ کھیلنے کا معاہدہ

قمار کی صورتیں:

قمار کی دو صورتیں ہیں:

پہلی صورت یہ کہ غیر یقینی واقعہ پیش آنے کی صورت میں ادائیگی لازمی ہو جیسے شرط لگانا مثلاً زید خالد سے یہ شرط لگائے کہ اگر پاکستان جیت گیا تو میں تمہیں سو روپے دوں گا اور اگر ہار گیا تو تم مجھے سو روپے دوگے۔ یا کوئی کھیل کھیلنے سے پہلے یہ شرط لگائی جائے کہ جو ہار گیا وہ جیتنے والے کو اتنی متعین رقم ادا کرے گا۔

دوسری صورت یہ کہ ایک فریق پہلے سے ادائیگی کر دیتا ہے پھر اگر وہ غیر یقینی واقعہ پیش آجائے تو وہ اپنی رقم سمیت کئی گنا زیادہ لے لیتا ہے ورنہ اپنی دی ہوئی رقم سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔ اس کی مثال لاٹری ہے کہ اس میں مقابلے میں حصہ لینے والا پہلے متعین رقم ادا کر کے ٹکٹ خریدتا ہے اگر اس کے نام قرعہ نکل آئے تو وہ دی ہوئی رقم سے کئی گنا بڑھ کر رقم حاصل کرتا ہے اور نہ نکلے تو اپنی رقم سے بھی محروم رہتا ہے۔[۲۱]

اب دیکھتے ہیں کہ اسلام کا قمار کے بارے میں کیا نکتہ نظر ہے:

قمار از روئے قرآن وحدیث:

قرآن پاک میں جوئے کی ممانعت کے لیے میسر کا لفظ استعمال ہوا۔ ارشاد ہوتا ہے:

"يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيسِرُ وَالأَنصَابُ وَالأَزْلاَمُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ"[۲۲]

ترجمہ : "اے ایمان والو بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور تھان اور فال نکالنے کے پانسے تیر یہ سب گندی باتیں اور شیطانی کام ہیں ان سے بالکل الگ رہو تاکہ تم فلاح یاب رہو"۔

اسی طرح احادیث میں بھی قمار کی مذمت آئی ہے :

"مَنْ قالَ لِصاحِبِه تعال اُ قَامِرْك فَلْيَتصدَّق" [۲۳]۔

ترجمہ : اگر کسی نے اپنے ساتھی سے کہا کہ آؤ قمار کھیلیں تو اسے محض یہ بات کہنے پر صدقہ کرنا چاہیے۔

قرآن و حدیث کے ان حوالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ قمار اسلام کی نظر میں ناپسندیدہ عمل ہے۔

عہد جدید میں قمار کی صورتیں :

قمار غرر کی ایک صورت ہے۔ کیونکہ فرد کو جوئے کے نتیجے کا علم نہیں ہوتا۔ وہ داؤ پر پیسہ لگاتا ہے کہ اسے ایک بڑی رقم ملے گی یا یہ بھی ضائع ہو جائے گی۔ موجودہ دور میں قمار کی کئی ایک اقسام وجود میں آچکی ہیں ان میں چند اہم اقسام جو جدید امداد باہمی کے اداروں میں بھی موجود ہیں درج ذیل ہیں :

ا۔ ایک قسم لاٹری سسٹم ہے جو جوئے کی شکل ہے۔ آج کل مالی اداروں میں یہ سسٹم بہت مقبول ہے۔ یہ طریقہ غلط ہے۔ کیونکہ اس میں ایک فرد کا فائدہ دوسرے کے نقصان پر انحصار کرتا ہے۔اس میں سرمایہ دار کو ترغیب دی جاتی ہے کہ وہ قرعہ اندازی سے غیر متناسب انعامات تقسیم کرے۔

۲۔ قمار کی ایک اور صورت بنکوں کی مختلف اسکیمیں ہیں جن میں سرفہرست پرائز بانڈز ہیں۔ پرائز بانڈز حکومت یا کمپنیوں کی طرف سے جاری کردہ قرض کی دستاویز ہوتے ہیں۔ ان کے بارے میں علماء کی رائے مختلف ہے۔ البتہ جمہور علمائے امت کے نزدیک یہ ممنوع ہیں۔[۲۴] کیونکہ اس میں جو رقم انعام کے طور پر دی جاتی ہے وہ قرض پر اضافہ ہے اور یہ سود کے زمرے میں آتا ہے۔ جیسا کہ امام محمدؒ فرماتے ہیں :

" كُلُ قرضٍ جر منفعة فلا خير فيه، وبه ناخذ وهو قول ابى حنيفه"[۲۵]

ترجمہ : " ہر وہ قرض جو نفع کھینچ لائے اس میں خیر نہیں۔ (امام محمد فرماتے ہیں) اسی کو ہم لیتے ہیں اور یہی امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے"۔

علاوہ ازیں پرائز بانڈ میں ''تعاون علی الاثم'' بھی پایا جاتا ہے۔ کیونکہ بانڈز جاری کرنے والے ادارے جمع شدہ رقم سے سودی معاملات کرتے ہیں۔ اس میں اکثریت کی حق تلفی ہوتی ہے جبکہ چند ایک

کو ناجائز فائدہ حاصل ہوتا ہے۔علاوہ ازیں ان کا محرکُ انعام حاصل کرکے راتوں رات امیر بننا ہوتا ہے۔ یہ بات عام اخلاقی واسلامی معاشی اصولوں کے خلاف ہے۔ان اسکیموں میں قیمتی ملکی وسائل حقیقی پیداوار کے شعبے میں جانے کی بجائے چانس اور جوئے کے کھیلوں میں لگ جاتے ہیں۔

۳۔ قمار کی سب سے بڑی اور اہم صورت انشورنس کا جدید نظام ہے۔ انشورنس میں پالیسی ہولڈر پالیسی کی اقساط ادا کرنا شروع کرتا ہے۔اب یہ بھی ممکن ہے کہ تمام اقساط ادا کردے اور اسے کچھ بھی حاصل نہ ہو۔اور یہ بھی امکان ہے کہ تھوڑی سی رقم جمع کرائے اور بہت ساری رقم حاصل ہو جائے۔ نور محمد غفاری لکھتے ہیں:

> "انشورنس کے معاہدے کی روشنی میں قمار یہ ہے کہ اگر بیمہ دار معینہ مدت سے پہلے مر گیا تو اتنی مقدار (مثلاً ۶۰ ہزار) کا مالک ہوگا اور اگر معینہ مدت کے بعد زندہ رہا تو اتنی رقم مثلاً (۵۰۰۰ ہزار) کا مالک ہوگا رقم کا تعین نہیں ہے دونوں طرح کا احتمال ہے زیادہ ملنے کا بھی اور کم ملنے کا بھی۔ لہٰذا بیمہ کا یہ کاروبار جوا ہے۔ کیونکہ جوا کھیلنے والا نہیں جانتا کہ اسے کتنی رقم ملے گی یا وہ کتنی رقم ہارے گا۔"[۲۶]

۳۔ غرر:

انشورنس میں پائی جانے والی ایک بڑی خرابی غرر ہے۔ غرر لغوی اعتبار سے غیر یقینی کیفیت کا نام ہے،کاسانی لکھتے ہیں:

> "الغرر هو الخطر الذی استوی فیه طرف الوجود والعدم بمنزلة الشك"[۲۷]

ترجمہ: "غرر اس خطر کو کہتے ہیں کہ جس میں شک کی طرح وجود و عدم برابر ہو"۔

ڈاکٹر عصمت اللہ کے مطابق اصطلاحِ شرع میں غرر ایسے معاملے کو کہتے ہیں جس میں کم از کم ایک فریق کا معاوضہ غیر یقینی کیفیت کا شکار ہو۔جس کا تعلق معاملہ کے اصل اجزاء سے ہو۔[۲۸]

گویا کسی معاہدے یا تبادلے کے موضوع، معاہدہ یا نرخ سے متعلق غیر یقینی کی کیفیت، یا معاہدے میں شریک کسی فریق کی ذمہ داری کا غیر یقینی ہونا سب غرر میں شامل ہیں۔ جہاں تک غیر یقینی کیفیت کا تعلق ہے تو کاروبار میں یہ مکمل تو ختم نہیں ہو سکتی کیونکہ تجارت وکاروبار میں کوئی شخص نفع کا حقدار اس صورت میں ہوتا ہے جب خطرہ مول لیتا ہے البتہ وہ سودے جن میں معاہدے کے موضوع یا نرخ کے بارے میں حد سے زیادہ غیر یقینی کیفیت ہو، ممنوع ہے۔

غرر از روئے حدیث:

آپ ﷺ نے غرر کے بارے میں فرمایا:

"نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيعِ الْحَصَاةِ، وَعَنْ بَيعِ الْغَرَرِ"[۲۹]

ترجمہ: "حضور ﷺ نے کنکریوں کی بیع اور غرر کی بیع سے منع فرمایا"۔

یعنی ایسی تجارت جس میں معقود علیہ غیر یقینی ہو اور اس کے خواص نامعلوم ہوں۔ اس طرح ہر وہ چیز جو موجود نہ ہو یا جس پر مالک کا قبضہ نہ ہو اس کا سودا کرنا بھی غرر میں آتا ہے۔ جیسا کہ احادیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے:

"عَنْ ابْنِ عُمَرَقَال: كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيةِ يبْتَاعُون الْجَزُور إِلَى حَبَلِ الْحَبَلَةِ وَحَبَلُ الْحَبَلَةِ أَنْ تُنْتجَ النَّاقَةُ مَا فِي بَطْنِهَا ثُمَّ تَحْمِلُ الَّتِي نُتِجَتْ فَنَهَاهُمْ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم عَنْ ذَلِكَ"[۳۰]

ترجمہ: "حضرت ابن عمر نے فرمایا زمانہ جاہلیت میں لوگ حمل کو بیچتے تھے جب وہ پیٹ میں ہوتا تھا۔ اسی طرح اونٹ کے بچے کو بیچا جاتا تھا حالانکہ وہ حمل میں ہوتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا۔"

ان احادیث سے علم ہوتا ہے کہ درج ذیل صورتیں غرر میں شامل ہیں:

۱۔ جو چیز بیچی جا رہی ہو وہ وجود نہ رکھتی ہو۔

۲۔ چیز موجود ہو لیکن فروخت کنندہ کے قبضہ میں نہ ہو یا جس کی دستیابی متوقع نہ ہو۔

۳۔ وہ چیز جس کے تبادلے کا معاہدہ غیر یقینی ہے۔

خلاصہ و نتائج بحث:

اس بحث سے ثابت ہوتا ہے کہ عہد جدید کے امدادِ باہمی کے اداروں میں پائی جانے والی بعض خرابیوں نے ان کے کام کو مشکوک اور غیر یقینی بنا دیا ہے۔ اگرچہ ان کی غرض و غایت تعاونِ باہمی تھا۔ لیکن غرض و غایت کے حصول کے لیے جو وسیلے اور ذرائع استعمال کیے گئے وہ غلط ہیں مثلاً سود، قمار اور غرر۔ جنہوں نے ان اداروں کو امدادِ باہمی کی بجائے استحصالی ذرائع بنا دیا ہے۔ ان عناصر کے ناقابل قبول ہونے کی وجہ ان کے وہ انفرادی اور اجتماعی نقصانات ہیں جن کا ذکر ہو چکا ہے۔ اسلام ان سودی اداروں کی جگہ ایسے ادارے قائم کرنے کا خواہاں ہے جو فرد و معاشرہ دونوں کے لیے مفید ہوں جہاں ایک کا فائدہ سب کا نقصان نہ

ہو۔اس مقصد کے امدادِ باہمی کے اسلامی تصور کو اجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔جس کے لئے درج ذیل اقدامات تجویز کئے جاتے ہیں:

۱۔ امدادِ باہمی کے اداروں (امدادِ باہمی کے بنکوں، کوآپریٹو سوسائٹیز اور انشورنس) سے سود، قمار اور غرر کے کاروبار کا خاتمہ کرکے مشارکہ و مضاربہ کے تحت انکا کام چلایا جائے حتیٰ کہ ان اداروں کا مکمل ڈھانچہ اسلامی معاشی نظام کے تحت آجائے۔

۲۔ ہر ادارے میں ایک شریعہ بورڈ قائم کیا جائے جس میں اسلامی شریعہ اور جدید علوم کے ماہر علماء و سکالرز شامل ہوں۔ ہر بورڈ اپنے متعلقہ ادارے کو غیر اسلامی عناصر سے پاک کرنے کا ذمہ دار ہو۔

۳۔ عالمی سطح پر آئی سی اے کی طرز کا ایک اسلامی امدادِ باہمی کا ادارہ "اسلامک انٹر نیشنل کوآپریٹو الائنس" قائم کیا جائے۔ تمام اسلامی ممالک میں قائم امدادِ باہمی کے ادارے اس عالمی ادارے کے ممبر ہوں۔یہ ادارہ اپنے ممبران کے لئے مشاورت و راہنمائی کا کام انجام دے۔

۴۔ تمام ممالک خصوصاً پاکستان میں امدادِ باہمی کے یہ ادارے حکومتی تحویل میں ہوں اور حکومت ان اداروں کی اسلامی اصولوں کے مطابق از سرِ نو تنظیم کرے۔

۵۔ ہر ادارے میں انفارمیشن ٹیکنالوجی کا ایک شعبہ قائم کیا جائے،جو جدید دنیا میں قائم ان اداروں میں ہونے والی نئی ایجادات و مصنوعات کے بارے میں اپنے ادارے کو باخبر رکھیں تاکہ یہ ادارے بھی جدت کو اپنائیں۔

۶۔ سٹیٹ بنک میں اسلامی امدادِ باہمی کے بنکوں کا ایک الگ شعبہ قائم ہو۔جو اسلامی اصولوں کے مطابق ہی ان سے معاملات طے کرے۔

۷۔ ہمارے ملک میں عوام کی اکثریت انشورنس کے مروجہ نظام سے خائف ہیں۔ تکافل کا نظام یہاں کامیاب ہو سکتا ہے۔حکومت کو چاہئے کہ وہ اس شعبے میں سرمایہ کاری کرے اور سرمایہ کاروں کے لئے سہولیات مہیا کرے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International Licence.

مصادر و مراجع

۱۔ سورۃ المائدۃ: ۲
۲۔ فرہنگ تلفظ، شان الحق حقی، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد، ۲۰۰۸، ص ۸۳
3. www.bankinguyou-in/banking44-admin/study/material/589295386/commercial l20%bank, Pdf/ date: 14-8-15 at 2:48 pm.
4. The Encyclopedia Americana, Americana Corporation, New York: 1829, V. 7 p. 746
5. htt://en.wikipedia/wiki/cooperatives/dt 22-06-16 at 11:00 am
6. The encyclopedia Britannica, The university of Chicago USA, 1768, v21, p.678
۷۔ سورۃ البقرۃ: ۲۷۶
۸۔ لسان العرب، ابن منظور افریقی، دار صادر بیروت، لبنان، سن اشاعت ندارد، ج۶، ص۹۱
۹۔ المفردات فی غریب القرآن، نور محمد کارخانہ تجارت کراچی، ص۱۸۷
۱۰۔ لسان العرب، ج۳، ص۳۰۵
۱۱۔ فرھنگ آصفیہ، اردو سائنس بورڈ، ج 3، ص۲۱۷
۱۲۔ حکم الشریعۃ الاسلامیۃ فی عقود التامین، ڈاکٹر حسین حامد حسان، اسلامک اکنامکس اینڈ فنانس پیڈیا، ۲۰۰۹ء، ص۶۰
۱۳۔ کم الشریعۃ الاسلامیۃ فی عقود التامین، ص ۶۰
۱۴۔ سورۃ آل عمران: ۱۳۰
۱۵۔ سورۃ البقرۃ: ۲۷۹-۲۷۸
۱۶۔ ابن ماجہ، کتاب التجارات، باب التغلیظ فی الربا، حدیث ۲۲۶۵، ج۷، ص۸۷
۱۷۔ سنن ابن ماجہ، کتاب التجارات، باب التغلیظ فی الربا، حدیث ۲۲۷۰، ج7، ص53
18 www.urduinc.com/english.dictionary/قمار-meaning.in urdu.16-11-16, 6:26 pm
۱۹۔ بیمہ زندگی، مفتی محمد شفیع، دار الاشاعت کراچی، ۱۹۷۱، ص۱۹
۲۰۔ عدالتی فیصلے، مولانا تقی عثمانی، ادارہ اسلامیات لاہور، مارچ ۲۰۰۰ء، ج۲، ص ۲۴۳
۲۱۔ اسلامی بنکوں میں رائج اجارہ، ڈاکٹر اعجاز احمد صمدانی، ادارہ اسلامیات لاہور، ص ۳۴
۲۲۔ سورۃ المائدۃ: ۹۰

۲۳۔ **جامع ترمذی**، کتاب النذور والایمان عن رسول اللہ ﷺ، باب ماجاء فی کراھیة الحلف بغیر ملة الاسلام، **حدیث ۱۴۶۵**، ج۶، ص۳۰

۲۴۔ **زرکا تحقیقی مطالعہ شرعی نقطۂ نظر سے**، ڈاکٹر **عصمت اللہ**، **ادارۃ المعارف کراچی**، ۲۰۰۹، ص۴۰۷

۲۵۔ کتاب الآثار، **امام محمد**، **مکتبۃ اہل سنت والجماعت کراچی**، باب القرض، ص۱۳۲

۲۶۔ منہاج سہ ماہی، **انشورنس کی شرعی حیثیت**، **نور محمد غفاری**، **دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری لاہور**، اپریل ۱۹۸۵، ج۳، شمارہ ۲، ص۲۱

۲۷۔ بدائع الصنائع، کتاب البیوع، ج۱۱، ص۱۸۶

۲۸۔ تکافل کی شرعی حیثیت، ص۷

۲۹۔ صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب بطلان بیع الحصاۃ والبیع الذی فیہ، **حدیث ۳۸۸۱**، ج۳، ص۱۱۵۳

۳۰۔ سنن الکبری، کتاب البیوع، باب النھی عن حبل حبلة، **حدیث ۱۱۷۹**، ج۵، ص۳۳۱